قدیم یمنی کتبات و نقوش کے اکتشافاتِ اثریہ کے لئے مستشرقین کے یمنی اسفار کا تجزیاتی مطالعہ

Analyticl study of Orientalists, Yamani Journeys for Archaeological Discoveries of Ancient Yamani Inscriptions and Epigraphs

سعید الحق جدون

Abstract

The Holy Quran describes the Geographic conditions of the places and also the Civilizations of the Nations lived there in the participation of different Stories. Among them some cities and Nations of Yaman are also mentioned in the Quran.The Quran explaines the situations and events of Maarib Dam, Saba Nation, queen Balqees, Fellows of the Elephant (ASHAbUl FEEL),Fellows of the Gardan (ASHABUL JANNA), Fellows of the ditch (ASHABUL UKHDUD) etc.They all belonged to yaman. Therefore it is necessary to understand the Geographical situations, History and Civilization of these Nations.that is why Yaman and its different cities has a great importance to observe the Geographical situations of these places. the Muslims Researchers travelled Yaman so many times and also wrote books on its History and civilization but on the contraray, the Orientalists in this connection did a great deal.

In the 18th, century for the new establishment of Yaman, History and Culture were the series of Archaeological Discoveries were also started by this aspect individually and collectively the different territories of Jazira-e- Arab were travelled by many Orientalists and western Researchers, However they travelled first to Yaman.

The Orientalists through Sana, Hazar mout, Aseer, Saba, Najran, Mukalla and Hasn-e- Ghurab and also tried their best to reach the distinationt. Among the Orientalists, Newbar, Seetzens, M.O. Tamisier, Chedwfeau, Mary, J.R Wellested, Charles.J. Cruttenden, H.B Hainss, Adolph Von Warad, Arnuad, J.Halevy, Sigfried Langer, Eduard Glaser and D. Hiroch travelled Yaman for Archaeological Discoveries.they discovered many inscriptions, manusscript and ephigraphs of Ancient Yamani Civilization.after discovering the Orientalsits transferred these things to Europe for research.

Ancient Yamani studies is a permanent Knowledge in the Europe, in which varrious types of specilization can be achieved. but the credit of this work goes to these orientalists who struggled and travelled from Europe to Yaman. in this Aricle we discuss about that Journeys of Orientalists for Archaeological Discoveries of Ancient Yamani Inscriptions and Epigraphs.

***Key Words**: Geographic, Civilizations, Yaman, History, Orientalists, Archaeological Discoveries, Ancient, Inscriptions, Epigraphs.*

قرآن کریم ایک عالم گیر کتاب ہے، جو تمام عالم کے لئے رشد و ہدایت کا ذریعہ ہے، تاہم قرآن کے اولین مخاطبین عرب تھے، اس لئے قرآن نے مختلف اقوام اور ان کے انبیاء کے قصص کے ضمن میں عرب کے سماج و حالات اور تاریخ و تمدن پر روشنی ڈالی ہے، ان واقعات اور قصص کے تناظر سرزمینِ عرب کے بعض اہم اور تاریخی مقامات کا تذکرہ بھی قرآن کریم میں ہوا ہے، جن آیات میں ان اماکن و بلاد کا تذکرہ آیا ہے، ان آیات کی تفسیر و توضیح بغیر جغرافیہ کے ممکن نہیں ہے، اس لئے قرآن فہمی کے لئے جغرافیہ سیکھنا ضروری ہے۔ عالم اسلام

کے مختلف علماء نے باقاعدہ ان جغرافیائی خدوحال کے بارے میں جاننے کے لئے ان ممالک کا اسفار کئے ہیں اور پھر ان مشاہدات کو اپنی کتابوں، سفر ناموں اور تفاسیر میں ذکر کیا ہے۔ قرآن کریم نے جن ممالک کی جغرافیائی حالات اور ان میں رہنے والی قوموں کا تذکرہ کیا ہے، ان میں یمن کے مختلف شہر بھی قابل ذکر ہیں۔ اس لئے مسلمان محققین نے یمن کے اسفار کئے اور یہاں کی تاریخ و تمدن پر مستقل کتابیں لکھی، لیکن اٹھارویں صدی میں یمن کی تاریخ و ثقافت کی احیائے جدید کے لئے اکتشافات اثریہ کی تحقیقات کا سلسلہ شروع ہوا، اس حوالے سے انفرادی طور پر جزیرہ عرب کے مختلف خطوں کو کئی مستشرقین اور مغربی محققین نے سفر کیا، حالانکہ اس وقت یورپ کے مقابلے میں ظاہری اعتبار سے جزیرۂ عرب ایک غیر معروف مقام تھا، جہاں کہیں سیر وسیاحت کے مواقع میسر نہ تھے، تاہم ان اسفار سے ان مستشرقین کا مقصد سیر وسیاحت نہیں تھا، بلکہ یہ ان کے فکری اور علمی اسفار تھے۔ ان مستشرقین نے یمن کا سفر کر کے یہاں کے قدیم مخطوطات، کتبے اور نقوش کا مطالعہ کر کے یورپ منتقل کیا اور وہاں اس پر مستقلاً تحقیقی کام ہوا۔ ابتداء میں عرب ممالک کے اسفار تھے، بعد میں یمنی مطالعات ایک مستقل علم کی شکل میں وجود میں آیا، اور آخر کار یمنی مطالعات پر تخصصات شروع ہوئے، لیکن اس یمنی مطالعات پر اس تمام کام کا کریڈٹ ان لوگوں کو جاتا ہے جنھوں نے ابتداءً اس کام کو شروع کیا اور ان مشکل مراحل میں اس کی تحقیق اور مشاہدے کے لئے دور دراز عرب ممالک کے اسفار کئے، حتی کہ جو ابتدائی محققین تھے، اور وہ اس تحقیق کے لئے رخت سفر باندھے ہوئے تھے، وہ اس سفر ہی کے دوران دنیا سے چل بسے، گویا انھوں نے اس کام کے لئے اپنی زندگی کی قربانی دی۔ اس لئے اس آرٹیکل میں ان مستشرقین کے یمنی مطالعات کے لئے ابتدائی یمنی اسفار کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جاتا ہے۔

یمن کا جغرافیہ اور محلِ وقوع

جمہوریہ یمن مشرق وسطی کا ایک اہم اور مسلمان ملک ہے، اس خطے میں یمن عربوں کی اصل سرزمین یمن ہے، عرب کے قدیم دور میں یمن تجارت کا ایک اہم اور بنیادی مرکز ہوا کرتا تھا، جہاں دور دراز علاقوں سے لوگ تجارت کے لئے آتے تھے۔ علامہ یاقوت حموی یمن کی وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

إنما سميت اليمن لتيامنهم إليها، قال ابن عباس: تفرّقت العرب فمن تيامن منهم سمّيت اليمن، ويقال إن الناس كثروا بمكة فلم تحملهم فالتأمت بنو يمن إلى اليمن وهي أيمن الأرض فسميت بذلك۔[1]

یمن ایک سرسبز وشاداب علاقہ ہے، کادارالخلافہ صنعاء ہے، اور قومی زبان عربی ہے، اس کے مغرب میں بحیرہ احمر اور اس کے شمال ومشرق میں سعودی عرب اور اومان واقع ہے، جب کہ بحیرہ عرب اس کے جنوب ہے۔ علامہ یاقوت حمویؒ یمن کے حدود کا تعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اليمن وما اشتمل عليه حدودها بين عمان إلى نجران ثم يلتوي على بحر العرب إلى عدن إلى الشّحر حتى يجتاز عمان ۔[2]

ترجمہ: "یمن جس کے حدود عمان سے نجران تک ہیں، پھر یہ بحیرہ عرب کے راستے عدن سے شحر کی طرف چلتی ہے یہاں تک کہ عمان کو عبور کرتی ہے اور بینونہ سے ٹکرا جاتی ہے۔"

قرآن کریم میں یمن کے مختلف شہروں کا تذکرہ

یمن تاریخ جغرافیہ قرآن کا ایک اہم اور بنیادی حصہ ہے، جس کی تاریخ اور تہذیب قدیم تہذیبوں میں شمار کیا جاتا ہے، قرآن کریم میں قومِ سباء کی تاریخ، ان کے ملکہ کی حکمتِ عملی، ان کے نظام حکومت، سد مآرب میں ان کی فنکاری اور اس قوم کی عقل مندی اور ہوشیاری کا بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ یمن سے تعلق رکھنے والے اصحاب الفیل، قوم تبع، اصحاب الاخدود اور اصحاب الجنہ جیسی کئی قوموں کی حالات اور ان کی قدیم تہذیبوں کو اشکارا کیا ہے۔ یہ قدیم تہذیبیں گم ہو گئیں تھیں، جس کے بارے میں مغربی محققین کو تحقیق کرنے کی دلچسپی پیدا ہوئی اور انھوں نے صنعاء، حضر موت، عسیر، سبا، نجران، مکلا اور حصن غراب کا خاک چھاننا پڑا۔

یہ قرآن کریم کا اعجاز علمی ہے، اور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی تصدیق ہے کہ قرآن نے صدیوں سالوں پہلے تہذیبوں کے بارے میں معلومات فراہم کیں۔ آج ان تاریخی حقائق پر مستشرقین کر کے اکثر اوقات ان حقائق کو تسلیم کرتے ہیں، جس سے اس کتاب کی صداقت پر مہر ثبت ہوتی ہے، کہ امی رسول ﷺ نے جو کچھ کہا وہ آج صدیوں بعد آثار قدیمہ سے واضح ہو رہے ہیں۔

یمن میں اثری تحقیقات کے لئے مغربی مفکرین کی ابتداء اٹھارویں صدی کے اواخر سے ہوئی، اس سلسلے میں مغربی مفکرین اور ماہرین اثریات نے قائدانہ کردار ادا کیا ہے، اس حوالے سے اٹھارویں صدی سے اب تک جو لوگ یمن کو اکتشافات اثریہ کے لئے آئے ہیں ان کو محققین نے تین مراحل میں تقسیم کیا ہے، پہلے مرحلے میں محققین نے صرف ان آثار کے مشاہدات کے لئے اسفار کئے، دوسرے مرحلے میں بحیثیت علم و فن اس کے لئے کوشش کی اور تیسرے مرحلے میں یمنی مطالعات میں تخصصات کے لئے اسفار اور تحقیقات کی گئیں، اس آرٹیکل میں صرف ابتدائی اسفار کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

یمنی مطالعات کے لئے مستشرقین کے اسفار کا تجزیاتی مطالعہ

یمنی مطالعات نے عصر حاضر میں ایک مستقل علم اور فن کی صورت اختیار کیا ہے، جس کے مختلف جزیات پر تخصصات کا سلسلہ شروع ہے، لیکن ایک دور تھا جس میں کسی کو اس علم اور ان یمنی آثار کا کوئی پتہ نہیں تھا، جس کے لئے بعد مغربی محققین نے اسفار کئے، اور ان قدیم یمنی آثار کا کھوج لگایا، مستشرقین کے یہی ابتدائی اسفار یمنی مطالعات کا پہلا تعارفی مرحلہ تھا، اس مرحلے میں مغربی محققین نے یمن کا سفر کر کے یہاں کے قدیم آثار اور نقوش و کتبات کا مشاہدہ کر کے یورپ میں اس کا تعارف کرایا۔

مغرب میں ارض قرآن کے آثار قدیمہ کی اس قدر اہمیت ہے کہ اس موضوع پر مستقل اکیڈمیاں قائم ہیں بلکہ ارض قرآن کے ہر مقام کی جغرافیائی تاریخ پر تحقیقات ہو رہی ہیں، مثلاً مغرب میں مطالعہ یمینات 'Yamani Studies' پر جامعات میں باقاعدہ مستقل شعبہ جات ہیں۔ یمن کی جغرافیہ پر تحقیق کے لئے مستشرقین نے یمن کو کئی اسفار کیے جان اسفار کے نتیجے میں مستشرقین کو آثارِ قدیمہ کے جو کتبات اور مسودات ملے وہ یورپ کی یونیورسٹیوں اور عجائب گھروں میں محفوظ پڑے ہیں۔ ان پر وہ تحقیقات کرتے ہوئے تاریخ مدون کی جا رہی ہے بلکہ قرآنی تاریخ کو مسخ کرنے کی مذموم کوششیں بھی جاری ہیں جن کا اندازہ مستشرقین کی کتابوں سے ہوتا ہے۔

یہ سلسلہ اٹھارویں صدی میں شروع ہوا، ۱۷۶۱ء کو پہلا وفد ان تحقیقات کے لئے گیا تھا، اس سلسلے میں جو محققین یورپ سے یمن آئے، اور یہاں کے آثار کا کی زیات کی، تو پھر یہاں سے واپس ہو کر یورپ میں ان اسفار کی روداد بیان کی جس کی وجہ سے ان محققین کے یہی اسفار یمن اور یورپ کے درمیان تعارف کا ایک سلسلہ بن گیا۔ اس کے بعد عصر حاضر تک یہی سلسلہ جاری رہا ہے، یمن کی قدیم تہذیب کی احیاء اور تجدید کے سلسلے میں مختلف یورپی محققین کی بڑی خدمات ہیں، جنھوں نے اپنی جان سے کھیل کر اس تاریخ و تہذیب کو دوبارہ زندہ

کرنے کی کوشش کی، تاہم ان کا مقصد تاریخ کی تجدید سے زیادہ مشرقی علوم پر نقد تھا، جس کا اندازہ جدید تحقیقات سے ہوتا رہتا ہے، یمنی مطالعات کے حوالے سے مختلف ادوار میں یورپی محققین اور ماہرین اثریات کے جو اسفار ہوئے، ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

ا۔ڈنمارک کی وفد کا پہلا اکتشافی سفرِ یمن

پہلی دفعہ ۱۷۶۱ء ڈنمارک کی وفد نے یمن میں اکتشافات اثریہ کے لئے یورپ سے مشرق آئی، جس کی نگرانی ڈنمارک کی گورنمنٹ کرتی تھی، یہ وفد ڈنمارک سے عرب میں تحقیق کے لئے آئی، یہ وفد پانچ محققین پر مشتمل تھا، جو ڈنمارک اور اور جرمنی سے تعلق رکھتے تھے، اس وفد کی قیادت نیوبھر کر رہے تھے۔ اس وفد کی کی اس سفر[6] کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے مولانا سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

"یہ وفد ۱۷۶۱ء کو روانہ ہوا، ایک سال مصر اور جزیرہ نما سینا میں صرف کرنے کے بعد یہ وفد ۱۷۶۲ء کو جدہ پہنچی، پھر شمالی یمن کو روانہ ہوئی، یہاں سے تہامہ ہوتے ہوئے بیت الفقیہ، زبید اور مخا پہنچی، جو یمن کے خاص آباد شہر ہیں، یہاں پہنچ کر وفد کے ایک ممبر انتقال کر گئے۔ "[7] [8]

اس وفد کے جانے کا مقصد یہ تھا کہ اس قسم کے تمام معلومات حاصل کریں، جس سے قدیم مخطوطات کے فہم کے بارے میں مدد مل سکتی ہے، اس لئے اس وفد نے قدیم توراتی نسخے خریدے، خصوصاً تاریخ اور جغرافیہ کے حوالے سے معلومات اور مخطوطات حاصل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کی، اس کے علاوہ اس خطے کے لوگوں کے عادات واطوار کے بارے میں جاننے کے لئے اہتمام کیا کرتے تھے، خاص طور پر ان باتوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے، جن کا ذکر تورات میں یا یہودی قوانیں اور تاریخ میں آیا ہے، اور لغت قدیم میں لکھے گئے تورات کو جدید لغات میں لکھے گئے نسخوں کے ساتھ تقابل کر کے اس میں موجود اختلافات کو نوٹ کر لیتے تھے۔

دوسری دفعہ یہ وفد جون ۱۷۶۳ کو راونہ ہوئی اور یمن کے دار لحکومت صنعاء پہنچ گئے، صنعاء کے قریب اس کا ایک اور ممبر دنیا سے چل بسے، اس بعد یہی وفد یمن کے اثری مقام "صنمار" آیا، جہاں زیدی فرقے کا سب سے بڑا دار لعلوم تھا، اس وقت زیدی یمن کا شاہی مذہب تھا، صنمار کے مقام پر تحقیقات کے بعد اس وفد نے پھر صنعاء کا رخ کیا اور وہاں سے ہندوستان کی طرف لوٹ آئے، اس اثناء میں اس وفد کے پانچ ارکان میں چار وفات پا چکے تھے، سوائے ایک جرمنی محقق نیبور کے، جنھوں نے اس مقصد کی تکمیل کی کوشش کی جس کے لئے وہ نکلے تھے۔[10] [11]

اس سفر میں نیوبھر نے بصرہ، بغداد، حلب، القدس، قبرص اور استنبول کا مشاہدہ کرنے کے بعد ۲۰ نومبر ۱۷۶۷ء کو سات سال گمشدگی کے بعد کوبنھاجن پہنچے، اور اس سفر کی روداد اور اس کے نتائج پر ۱۷۷۲ء میں جرمنی زبان میں "Beschreibung Von Arabien" یعنی بلاد عرب کی وصف پر کتاب لکھی، اس کتاب کے جلد اول میں نیوبھر جزیرۃ العرب کے احوال، طرز زندگی اور معاشرتی احوال کے بارے میں لکھا، اس جلد کے آخر میں یمن کی تاریخ، جغرافیائی حالات، سیاسی اور معاشرتی زندگی کے بارے میں تحریر کیا ہے، اس کے علاوہ یمن کے مختلف شہروں پر روشنی ڈالی ہے۔[11] [12]

اس کے علاوہ دوسری کتاب "Reisebeschreibung nach Arabien und den umliegenden,londern" یعنی "عرب اور اس کے ہمسایہ ممالک کا سفر" کے عنوان سے لکھی گئی کتاب میں اپنے اسفار کے دوران تحریر کی گئی روزنامچہ ڈائری مدون کی ہے، جس میں روانگی سے واپسی تک کے حاالت قلم بند کئے ہیں۔ ان کتابوں میں نیوبھر نے [2]

یمن کے نقوش اور اثری مقامات اور احجار و آثار کی نشاندہی کی، یمن کے شہر "ظفار" کے نقوش اور حجری تخطیط کاری کے بارے میں ان کا خیال ہے کہ اس خط کو مسلمان اور یہودیوں سے کوئی نہیں پڑھ سکتا ہے اور نہ ہی اس کا مطلب اخذ کر سکتا ہے، یہ پہلا اشارہ اس خط کی طرف جو نیو بھر نے کیا۔ اس طرح اس نے سد مآرب اور قصرِ مآرب کا تذکرہ کیا ہے، جس پر بعد میں تحقیقات ہوئی اور تاحال سلسلہ جاری وساری ہے۔[1][3]

نیو بھر کی تصنیفات اس لحاظ سے اہم ہیں، اس کی وجہ سے مغربی محققین کی توجہ یمنی نقوش اور آثار کی طرف ہوئی، آپ نے جزیرۃ العرب اور اس کے قبائل کے حوالے سے عمومی معلومات فراہم کئے، عرب کے قبائل واقوام اور معاشرتی وسیاسی حالت پر جدید تحقیقات کا پیش خیمہ نیو بھر کے یہی مشاہدات ہیں، خصوصاً جغرافیائی نقشوں کے حوالے سے مغرب کے محققین کو کوئی خاص علم نہیں تھا، اس سفر کے بعد انھوں نے اس باب میں ان کی دلچسپی پیدا ہوئی اور عرب کے جغرافیائی نقشے میں تحقیق و تلاش شروع کی، چنانچہ نیو بھر کے یہی معلومات عرب کی تحقیقات پر محققین کے لئے پشت در پشت معاون ثابت ہوئے۔

۲۔ سیٹزن کا سفر یمن

نیو بھر کے بعد کئی محققین نے یمن کا رخ کیا اور یہاں کے آثارِ قدیمہ کا مشاہدہ کر کے کئی اشکالات پیش کئے، چنانچہ ۱۸۱۰ء کو جرمنی محقق سیتزن Seetzens نے میناء کے ان آثار کو دیکھنے کے لئے سفر کیا، جس کا ذکر نیو بھر نے کیا تھا، اس میں بعض آثار کو یمن کے شہر "ضفار" میں پایا، جو حمیر کا دارالخلافہ ہے اور اس کے گرد و پیش علاقے میں۔ اس کے علاوہ اس محقق نے مآرب کی سیر کی اور وہاں کے آثار کا مشاہدہ کیا، اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک دوست کو اس حوالے سے خط لکھا، جس میں پانچ یمنی نقوش کے نسخوں کے تصاویر تھے، اس خط کی وجہ سے یورپی لوگوں نے پہلی دفعہ یمنی قدیم خطوط کی ماہیت اور شکل دیکھی، پھر اس کے بعد سیٹزن نے جزیرۃ العرب اور خلیج جانے کا ارادہ کیا، کہا جاتا ہے کہ جاتے ہوئے راستے ان کو "تعز" شہر میں قید کیا گیا اور جیل میں ان کو زہر دیا گیا جس کی وجہ سے وہ ۱۸۱۱ء کو وفات ہوئے۔[1][4]

۳۔ ہرنبرگ اور ہمرچ کا سفر عسیر

۱۸۱۵ء کو ہرنبرگ Hrenbergh اور ہمرچ W.F Hempnich نے عسیر کا سفر کیا، عسیر اس وقت یمن کا حصہ تھا، اس سفر میں اس نے تہامہ اور جزائر سواحلِ عرب کی سیر کی، اور وہاں کے مختلف اثری آثار کا مشاہدہ کیا۔ ۱۸۳۶ء کو بوٹا نے نباتاتی تحقیقات کی غرض سے جنوبی عرب کا سفر کیا، اور وہاں کے آثار کا مشاہدہ کیا۔ علامہ سید سلیمان ندویؒ جغرافیہ قرآن کے حوالے سے عسیر میں تحقیقات کے حوالے سے یورپ کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> یورپ جغرافیہ قرآن کے لئے نیو بھر کے بعد فرانسیسی افسر ٹمیزر M.O. Tamisier، شیڈیفاؤ Chedwfeau اور ماری Mary کا ممنون ہے، جو مصری فرج کے ساتھ عسیر آئے۔[1][5]

۴۔ برطانیہ کے محققین کا سفر حضر موت

۱۸۳۴ء کو برطانیہ کے تعاون سے تین افراد نے یمن کے شہر حضر موت کا سفر کیا، اور ان کو سواحل عرب کی پیائش کے لئے متعین کیا گیا، ان افراد میں جے آر ولسٹڈ J.R Wellested، چارلس جے کروٹنڈن Charles.J. Cruttenden اور ایس بی ہینس H.B Hainss شامل تھے، جامعہ سلطان قابوس عمان کے استادِ تاریخ قدیم ڈاکٹر اسمہان سعید نے اس سفر میں ان تین

محققین کا تذکرہ کیا ہے، جب کہ علامہ سید سلیمان ندوی نے اس سفر میں اول الذکر دو اشخاص کا تذکرہ کیا، اور تیسرے محقق کا نام ذکر نہیں کیا ہے۔ اس قافلے کی تحقیقات کا تذکرہ کرتے ہوئے علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

"انھوں نے وادی میقات میں نقب الحجر کے کھنڈرات کا معائنہ کیا، یہاں اور نیز مکلا کے پاس "حصنِ غراب" میں حمیری کتبات کا اکتشاف کیا، یہ سب سے پہلی دفعہ ہے کہ حضرت موت میں عربی تمدن کا سراغ ملا۔" [7]

۵۔ جرمنی مستشرق اوڈلف وان وریڈے کے مشاہدات حضر موت

۱۸۴۳ء کو جرمنی مستشرق اوڈلف وان وریڈے Adolph Von Warad اکتشافات اثریہ کے لئے یمن کی طرف عازم سفر ہو کر مکلا کے ساحل پر لنگر انداز ہوئے، انھوں نے حضرت موت کے وادی ودان اور اور وادی عمد کا مشاہدہ کرتے ہوئے حضرت ہود علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے لئے پہنچے، جو حضر موت میں واقع ہے، ڈاکٹر اسمہان سعید کی یہی رائے ہے [8] جب کہ علامہ ندوی کی تحقیق یہ ہے کہ پہلے قبر کی زیارت کی، پھر اس کے بعد وادی دوان پہنچے، لیکن وادی ودان سے واپسی میں وہ پہچان لئے گئے جس کی وجہ سے مجبوراً اس کو اس ملک سے جلد نکلنا پڑا، حضر موت کی جغرافیائی تحقیقات میں اوڈلف وان وریڈے Adolph Von Warad کو دیگر محققین پر سبقت حاصل ہے، اور آپ کو ان اولین یورپی لوگوں شمار کیا جاتا ہے جنھوں نے سب سے پہلے اثری مقام کا مشاہدہ کیا، جس کو اس وقت مبنا کہا جاتا ہے، جو بیر علی کے شمال میں واقع ہے، پہلی دفعہ یہاں حضرمی نقوش اور آثار برآمد ہوئے۔ اوڈلف وان وریڈے Adolph Von Warad کی خدمات کا اعتراف ان کی زندگی میں نہیں کیا گیا بلکہ ان کی وفات کے دس سال بعد ۱۸۷۰ء کو ایم ایف ملتزم M.F. Multzan نے جب ان کے سفر کے احوال اور اس کے نقشے شائع کئے تو اس صورت میں ان کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ [1] [2]

۶۔ فرانسیسی مستشرق کا سفر صنعاء

۱۸۴۳ء کو اوڈلف وان وریڈے Adolph Von Warad نے بھی سفر کیا جب کہ اسی سال فرانسیسی مستشرق ارناؤ Arnuad نے بھی ترکی کے فوج کے ساتھ صنعاء گئے، اور وہاں پر ترک سے خفیہ طور پر علیحدہ ہوئے، اور مآرب کی زیارت کے لئے وہاں سکونت اختیار کی، مشکلات اور تکالیف کو برداشت کرتے ہوئے وہ مآرب اور صنعاء پہنچے، جنوبی جوف اور مآرب کے حجری کتبوں کا مشاہدہ کیا، سد عرم کا نقشہ تیار کیا، اس سفر میں اس نے ۵۶ تاریخی نقشوں کو جمع کیا، یہی نقشے فرسنل F.Fresnel کو پہنچے جس نے ان نقشوں کو اپنے مجلے میں شائع کئے۔ یہ نقشے پہلی دفعہ یورپ میں پھیل گئے، اس وجہ سے ارناؤ کو پہلا شخص مانا جاتا ہے جس نے سد مآرب کو رسماً اور کتابتاً ذکر کیا، اس کے علاوہ بلقیس کے معبد کو بھی اس نے بیان کیا ہے، مستشرقین میں ارناؤ کی سفر عرب کی بڑی اہمیت اس وجہ سے ہے، کہ اس میں حمیری کے رموز بیان ہوئے ہیں۔ [2] [2]

۷۔ جوزف ہالوئے کا سفر یمن

مذکورہ مراحل اسفار کے بعد عرب کے اثری تحقیقات کا مرحلہ ایک نئے دور میں داخل ہوا، اس دور میں عرب کے اثری نقوش، کتبوں اور نسخوں پر تحقیق کے لئے یورپ اکیڈمیاں قائم ہوئیں، ۱۸۶۹ء کو فرانس میں ان نقوش اور خطوط پر تحقیق کے لئے *Acadmie des inscriptions et Belles letters* اور *Corpus Inscriptionum Semiticarum,CIH* وجود میں آئیں۔

اس اکیڈمی نے فرانسی محقق وآرکیالوجسٹ جوزف ہالوئے J.Halevy[2] کو ۱۸۶۹ء کو یمن کے آثارِ قدیمہ اوران کے کتبوں ونسخوں پر تحقیق کے لئے ایک وفد کے ساتھ بھیج دیا، ہالوے یمن کے شہر صنعاء پہنچ گئے، صنعاء سے المدید آیا، المدید سے جاتے ہوئے راستے میں ہالوے نے شکستہ عمارات اور مہندم میناروں کا نشان معلوم کیا، یہاں سے وہ جبل یام وجوف کے حدود پر واقع قریہ مجرز گئے، جو اثری تحقیقات کا مرکز ہے، یہاں پر ہالوے کو قوم سبا کے نقوش اور کتبے ملے۔ ہالوے نے یہاں سے قبیلہ معین کے دارالحکومت معین کا اندازہ لگایا، اس کے بعد نجران گئے اور وہاں پر[4] اس کو یہودیوں کی آبادی ملی، یہاں پر[2] ایک ہفتہ گزارن کے دوران یہاں سے بجانب مشرق مدینہ المعہود میں بطلیموس کا بیان کردہ شہر نجرہ معلوم ہوا۔ نجران کے اس سفر کے احوال ہالوے نے ۱۹۷۷ء کو شائع کئے، نجران وہ شہر ہے جہاں ہالوے سے پہلے کوئی مستشرق نہیں گیا، اس حوالے سے اس کو سب مستشرقین میں اولیت حاصل ہے۔ 5

۱۸۷۵ء کو ہالوئے قوم سباء کے دارالحکومت مآرب پہنچے، یہاں اس کو ایک شہر کے آثار ملے جس کو مدینۃ النحاس کہا جاتا ہے، اس کا یہ نام اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ اس کے اکثر کتبات (نحاس) یعنی برنجی پتھروں پر کندہ کئے گئے، اس کے بعد وادی شیوان میں حمیریوں کا تعمیر کردہ ڈیم "سد مآرب" کا مشاہدہ کیا، گویا اس محقق نے یمن کے مختلف شہروں کے کندہ کاریوں کا قریب سے مشاہدہ کیا، اس سفر کے دوران اس کے ساتھ صنعانی یہودی حایم حبشوش بھی تھے، ہالوے اس سفر میں تقریباً ۶۸۲ اثری نقوش فرانسیسی ادارے کو فراہم کئے اور اس کو اپنے تاثرات اور سفری احوال کے ساتھ مجلۃ الاسیویہ میں شائع کئے۔ ہالوئے کی تحقیق کی خصوصیت یہ[8] ہے کہ انھوں نے نہ صرف یہ نقوش کے بیان کرنے پر اکتفاء کیا بلکہ ان تمام آثار کو بیان کیا جو اس نے دیکھے تھے۔ 2 9

۸۔ لینجر کا سفر صنعاء

اس کے علاوہ سیجفرڈ لینجر Sigfried Langer بھی ۱۸۸۲ کو صنعاء اور اس کے گرد وپیش علاقوں میں گئے، اور اثری نقوش کے تقریباً ۲۲ نصوص جمع کئے۔ تقریباً ۵۰ سال تک یہی سلسلہ جاری رہا اور انفرادی طور کی جانے والے پر ان تحقیقات پر استشراقی فکر کا غلبہ رہا، اور یہی تحقیقات یمن و جزیرۃ العرب اور یورپ کے درمیان تعارف کا ذریعہ بنا اور ان اسفار کی وجہ سے یورپ نے یمن کے اثری نقوش اور کتبات کو پہچان لیا۔ 3 0

۹۔ آرکیالوجسٹ ایڈورڈ گلازر کی تحقیقات

ایڈورڈ گلازر Eduard Glaser یورپی آرکیالوجسٹ ہیں، انھوں[1] نے (۱۸۸۲-۱۸۸۴) دولتِ عثمانیہ کے[6] زیر حفاظت صنعاء کا سفر کیا، اور یہاں سے تاریخی مقام خمر پہنچ گئے، اس کے بعد حمیر کے آبادیوں کا مشاہدہ کرنے کے بعد جوف پہنچ گئے۔ ۱۸۸۵، ۱۸۸۷، ۱۸۹۲، اور ۱۸۹۴ء کو گلازر یمن گئے، ۲۸۰ جدید حمیری کندہ کاری اور نقوش[2] وکتبات اپنے ساتھ لائے۔ ۱۸۸۹[3]ء کو گلازر سے ریسرچ سوسائٹی نے مطالبہ کیا کہ وہ یمن کے قبائل پر مختلف سکالرز کو ٹریننگ دے دیں، اس کے لئے وہ یمن کا سفر کرلے، جس کے لئے وہ یمن گئے۔ 3 3 5

۱۰۔ ہریش D. Hiroch کا سفر نجران

۱۸۹۳ء کو ہریش سلطان مکلا کے یر حفاظت قصبہ سیون اور تیرم سے آگے بڑھ کر پہلے ودان کے وادی کو پہنچے، جہاں اس نے نجران کے قدیم کھنڈرات اور کتبات پر کندہ کاری کا مشاہدہ کیا، اس کے بعد وہ ودی ابن علی اور وادی ادیم سے ہوتے ہوئے مکلا پہنچے۔

۱۱۔ اے ڈی ایچ مولر کی زیر قیادت وفد کا یمنی سفر

۱۸۹۸ء کو اے ڈی ایچ مولر A.D.H. Muller اور سی لنڈ برج C Landberg کی زیر قیادت مستشر قین کا 3
ایک وفد یمن گیا، مولر کا شمار ان خاص مستشر قین میں کیا جاتا ہے، اور عربی لغت کی تدریس کرتے تھے، لغت عربی میں گلازر جیسے مشہور مستشر قین نے آپ کا تلمذ اختیار کیا، آپ کو قدیم وجدید زبانوں کے سمجھ بوجھ میں دیگر مستشر قین پر سبقت حاصل ہے، اس نے یمنی نقوش
8 اور کتبات کے تناظر میں یمنی لہجات اور لغات کو نہ صرف پڑھایا بلکہ اس کے لئے قواعد وضوابط بھی ضبط کئے۔ مولر کی یہی تحقیقات کافی عرصے تک یورپ میں پڑھائے جاتے تھے، آپ کے شاگرد روڈو کنا کیس N. Rhodokanakis نے یہی سلسلہ آگے بڑھایا اور آپ کی موت کے بعد بھی یمنی مطالعات کو بطور ایک فن پڑھایا۔ ۱۹۲۴ء میں روڈو کنا کیس نے مختلف نایاب کتبات جمع کئے اور اس کے نتائج اخذ کئے۔ آپ نے "التاریخ العربی القدیم" کے نام سے کتاب لکھی، جس کو آپ کے بعد مختلف مستشر قین اور ماہرین لسانیات نے یمنی
3 9
مطالعات میں پڑھایا۔

۱۲۔انجرامیس اور اس کی بیوی کا سفر حضر موت

۱۹۳۴ء کو برطانوی محقق انجرامیس W.H Ingrams اور اس کی بیوی "دروین انجرامیس" نے حضر موت کا سفر کیا، جن کا ہدف حضر موت کے سیاسی، اجتماعی اور اقتصادی حالات سے آگہی تھی، آپ نے انجرامیس Ingramis کے نام سے نقوش دریافت کئے جس کی وجہ سے آپ کا یہ نام متعارف ہوا، اور آپ نے اس سفر میں حضر موت کے گرد وپیش علاقوں کا مشاہدہ کیا، جب کہ آپ کی بیوی
0
حضر موت کے حدود سے نہ نکل سکی، تاہم پھر بھی آپ کی بیوی نے اپنے ساتھ کئی نقوش اور آثار لائے۔

۱۳۔ہرمان فون ویسمان H. Von Wissmann کے یمنی اسفار

ویسمان نے پہلی دفعہ 1927ء کو اپنے دوست کارل راتجنس Carl Rathgens کے ہمراہ صنعاء سے 21 کلومیٹر کے فاصلے پر شمال مغرب کی طرف واقع الحقہ کے مقام پر اثرایات کی کھدائی کے لئے سفر کیا، وہاں پر ان کو مختلف قسم کے برتن اور کتبات ملے، یہ پہلی عملی کھدائی تھی، جس یمن کی قدیم تاریخ وتمدن کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ اس سفر اور اس تحقیق کے نتائج کو مذکورہ محقق نے تین اجزاء
4 1
میں شائع کیا۔

1931ء کو ویسمان نے ہالینڈ کے محقق وین ڈر میولن کے ساتھ دوبارہ یمن کا سفر کیا اور حضر موت کے اہم اثری مواقع کی سیر کی، اس کے بعد پھر دو دفعہ حضر موت گئے اور ایک دفعہ 1939ء کو اور دوسری دفعہ 1958ء کو۔ ان اسفار میں انھوں نے وہاں سے مٹی کے برتن، کتبات اور نقوش حاصل کئے، آپ کے اثری تحقیقات میں سب سے اہم کام ان کی کتاب " Beitrage Zur Vorislamischen Sudarabien historischen Geographie des ہے، جس کا ترجمہ "الجغرافیہ التاریخیہ للعربیہ الجنوبیہ قبل الاسلام" کے نام سے ہوا ہے۔ یہ کتاب وین ڈر میولن اور جرمنی محققہ ماریا ہوفنر M. Hofiner کی مشترکہ کاوش ہے۔ اس کتاب کو قدیم یمنی جغرافیہ کی اولین کتاب قرار دی جاتی ہے۔ 1951ء تک یمن کے مختلف شہروں میں جو اثری تحقیقات
4 2
ہوئی ہیں، اس کی تفصیل اس کتاب میں موجود ہیں۔

14۔کاٹن سومپسون کا سفر حضر موت اور وادی عمد کی کھدائی

۱۹۳۷ء اور ۱۹۳۸ء کو برطانیہ نے ایک وفد بھیج دیا جس میں کاٹن سومپسون G. Caton Thompson تھے جو ما قبل التاریخ زمانے کے ماہر تھے، دوسرے جیولوجیکل ماہر اے جارڈنر A Gardner اور تیسری فریا سٹارک Freya Stark تھی جو تاریخ کی

ماہر تھی۔ان تین ماہرین نے حضر موت کے جنوبی علاقے کا سفر کیااور وہاں پر وادی عمد میں آثار کی کھدائی کی،اس خطے میں یہ پہلے کھدائی تھی۔ اس طرح ۱۹۳۸ء کو برطانی محقق[3] ھاملتون A. Hamilton نے[4] حضر موت کے دارالخلافہ شبوہ کا سفر کیا،اور شہر کے شمالی جانب میں آثار کی کھدائی کی،اور اس کی پرانے کھنڈرات کا مشاہدہ کیا۔[4] [4]

۱۵۔جون فلبی اور عبداللہ فلبی کا سفر مآرب و نجران

جون فلبی J. philby اور عبداللہ فلبی Abdullah philby نے جزیرۃالعرب کو کئی اسفار کئے، جن میں سے مارب کا سفر مشہور ہے، جہاں سے آپ عسیر، نجران کا مشاہدہ کرتے ہوئے شبوہ پہنچے،اس سفر میں آپ نے سب سے زیادہ حضرمی کندہ کاری پر مشتمل پتھر پائے،آپ نے ان احوال کو ۱۹۴۷ء میں اپنی کتاب The Background of Islam میں ذکر کیا ہے۔

۱۶۔وینڈل فیلیپس Wendell Philips کے یمنی اسفار اور تحقیقات

دوسری جنگ عظیم کے چند سال بعد امریکہ کے مختلف سٹیٹس میں The American Foundation for the study of Man کے نام سے ایک ادارے کی بنیاد ایک امریکی نوجوان وینڈل فیلیپس Wendell Philips نے رکھی، چنانچہ ۱۹۵۰ء میں فیلیپس نے اس ادارے کی تعاون سے ایک بڑی وفد بلادِ عرب بھیج دیا،اس وفد میں کیلیفورنیا یونیورسٹی کے اکثر ارکان کے علاوہ امریکہ کے دیگر یونیورسٹیوں کے ماہرین بھی تھے، مجموعی طور پر اس وفد میں تیس ارکان تھے، جن میں اس فن کے متخصصین بھی شامل تھے،اس وفد کی قیادت خود وینڈل فیلیپس کررہے تھے،اس وفد نے قدیم وادی بیحان اور برم میں کھدائی شروع کی،اس کے علاوہ ھجر کحلان (تمنع) جو کہ قتبانیہ کا دارالخلافہ ہے،میں قدیم آثار کو تلاش کرنے کے لئے بھی کھدائی شروع کی،اس وفد نے اس کے بعد حید بن عقیل جس کا نام تل ہے اور کہلان کے پڑوس مین واقع ہے، میں کھدائی کی، جہاں پر ان محققین کو پرانے زمانے کے قبور ملے،اس سفر سے اس وفد نے کئی نتائج اخذ کئے، جس سے کئی اہم معلومات سامنے آئیں۔[4] [6]

۱۹۵۱ء کو وینڈل فیلیپس مآرب گئے،اور محرم بلقیس کے نزدیک کھدائی شروع کی، لیکن اس دفعہ قافلے کے جو دو یمنی مشرف تھے،ان کے ساتھ اختلاف پیدا ہونے کی وجہ سے کام ادھورا رہ گیااور کھدائی کے دوران ملنے والے آثار کو چھوڑ کر چلے گئے،تاہم پھر بھی اس سفر میں وینڈل نے مآرب میں چاند کی پوجا کرنے والوں کی عبادت کو معلوم کیا، جس کے مختلف نقوش اور آثار سے اس دور کی رسم ورواج اور عبادت گاہوں کا اندازہ لگتا ہے، متخصصین نے اس پر تحقیق کرتے ہوئے یہ بات واضح کی کہ یہ سباء حکومت کی عبادت خانہ تھی، وینڈل فیلیپس نے ان تاریخی آثار پر "مملکتان قتبان وسباء" کے نام سے کتاب لکھی۔[4] [7]

اس طرح وینڈل نے عمان کا سفر کی، جو قدیم یمن کا حصہ ہے،اور وہاں پر تین مقامات کی کھدائی کی،ظفار، حضر موت اور شبوہ،ان تحقیقات پر Unknown Oman کے نام سے کتاب لکھی،اور ان تمااکتشافات کے بارے میں اظہارِ خیال کیا۔[8]

۱۷۔جام مستشرق کے یمنی اسفار اور اثری تحقیقات

جام نے اثری تحقیقات میں قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں، وینڈل کے مذکورہ سفر کے دس سال بعد جام نے ۱۹۶۲ء میں Sabaean Inscriptions from Mahram Bilqis (Marib) Yaman کے نام اس سفر کے احوال شائع کئے،اس کتاب میں جام نے اس وفد کے اکتشافات اثریہ میں ۳۰۶ کتبات و نقوش کا تذکرہ کیا ہے، جام نے مذکورہ وفد کے اکتشافات پر تحقیقات کرکے اس کے تراجم شائع کئے اور اس پر اپنے تجزیے رقم کئے،اس سلسلے میں جام سے پہلے کسی نے سبقت نہیں کی،انھوں نے سباء

اور زیدان کے عسکری، اقتصادی، دینی، سیاسی اور علمی و تاریخی معلومات کے بارے میں بنیادی معلومات فراہم کی، جس سے بعد کے محققین نے بھرپور استفادہ کیا۔ اس کے بعد ۱۹۶۱ء، ۱۹۶۲ء کو جامؔ نے سمتھ سونیان Smithsonian کے وفد میں بھی شرکت کی جس کی تفصیل آرہی ہے، جو وادی حضر موت کو آثار کی تلاش کے لئے آئی تھی۔

۱۸۔Van Beek کا سفر حضر موت و عمان اور آثار کی تلاش کے لئے کھدائی

۱۹۶۱ء اور ۱۹۶۲ء کو امریکی ادارے Samithsonian Institute کے زیر اہتمام وین بیک Van Beek کے زیر قیادت مختلف مستشرقین یمن گئے، وین بیک وینڈل کے وفد میں بھی گئے تھے، سابقہ تجربے کو مد نظر رکھتے ہوئے اس وفد کے قائد مقرر کئے گئے، اس وفد نے حضر موت، وادی بیحان، مآرب، ظفار اور عمان میں مختلف مقامات کی کھدائی کی، جس میں ایسے آثار ملے جو قدیم سیریا اور فلسطین کے آثار اور تہذیب سے مطابقت رکھتے ہیں۔

۱۹۔ بریان ڈو Brian Doe کا اثری تحقیقات کے لئے اسفار

برطانوی کے عجائب گھروں کی نگران ادارے کے زیر نگرانی بریان ڈو نے ۱۹۶۵ء میں یمن کے کئی اثری مقامات کی سیر کے لئے یمن گئے، جہاں انھوں نے عدن اور اس کے گرد و پیش علاقوں میں اثری مقامات کا مشاہدہ کیا، اس سفر کے مشاہدات میں انھوں نے حصن غراب، شبوہ اور قناء کے قدیم تاریخ کے بارے میں لکھا، اس سفر میں ڈو نے عدن کے قریب جبل تلع کے اثار کا اکتشاف کیا، جو قدیم حجری اثار کے لئے ایک مرکز گردانا جاتا ہے، اس حوالے ڈو نے کئی اہم مقالات اور کتابیں لکھی ہیں، جن میں سے ایک اہم کتاب Southern Arabia ہے۔

۲۰۔ فرانسیسی محقق کریستیان روبان کا سفر یمن

فرانسیسی محقق کریستیان روبان نے ۱۹۷۰ء میں قدیم یمنی علوم پر تحقیق شروع کی اور ۱۹۷۱ء کو کریستیان روبان Ch. Robin نے پہلی دفعہ جاکلین پیرن کے ہمراہ یمن کا سفر کیا، ۱۹۷۴ء میں فرانس حکومت نے یمن کو تحقیق کے لئے جو وفد بھیج دیا تھا اس میں بھی کریستیان شامل تھے۔ ۱۹۷۵ء میں آپ نے مشہور محقق اور یمنیات کے ماہر مکسیم روڈنسون کے ہمراہ اس موضوع پر تحقیق شروع کی، جامعہ سربون باریس میں حبشہ اور یمن کی تاریخ اور ان کی لغات پڑھانا شروع کیا۔

۲۱۔ جاکلین پیرن J. pirenne کا سفر سباء

۱۹۷۴ء کو فرانس کی حکومت کے تعاون سے یمنیات کی عالمہ جاکلین پیرن یمن کے مختلف شہروں کو گئی، اور وہاں پر کھدائیاں کئیں۔ ۱۹۷۵ء کو مذکورہ محققہ نے شبوہ کا سفر کیا، اور وہاں سے کئی قسم کے آثار وصول کئے، ۱۹۷۷ء کو انھوں نے کیاس CIAS یعنی Carpus inscriptions et antiquite sud- araes کا مجموعہ شائع کیا، جس کے دو اساسی اجزاء تھے ایک نقوش پر مشتمل تھا جب کہ دوسرا آثار پر۔ اس مجموعہ کو فرانس میں نقوش اور آثار کے حوالے سے تیسرا مجموعہ شمار کیا جاتا ہے، اس سے قبل حمیری نقوش کا مجموعہ کربوس CHI یعنی Corpus inscriptionum Himyariticarum اور RES یعنی Resprotoire d'epigraphie Semitique کے نام سے شائع ہوئے تھے، یہ ان دونوں مجموعوں کا ایک جامع اور نیا ایڈیشن تصور کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ سباء کی قدیم تہذیب اور ثقافت پر بھی مستقل کتاب لکھی۔

۲۲۔ جون فرانسی بریتون J.F. Breton کی اثری تحقیقات

فرانس میں جاکلین پیرن کے بعد اثریات کے سب سے بڑے ماہر بریتون تھے، پیرن کی قیادت میں یمن کے وفد میں بریتون شامل تھے، اثریات کی تحقیق میں بریتون کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے ۱۹۸۵ء میں "وادی ضراء" کی کھدائی کی، اور وہاں سے کئی قسم کے احجار اور آثار نکالے، ۱۹۸۷ء میں آپ نے تحقیقات کے دوران ایک بڑی عمارت کا اکتشاف کیا، جس کے دیوار بڑے عجیب قسم کے پتھروں سے بنایا گیا تھا۔[5] [4]

نتائج تحقیق

۱۔ جغرافیہ قرآن، جغرافیہ حدیث اور جغرافیہ سیرت بلکہ جغرافیہ تاریخ اسلام میں یمن کا بہت بلند مقام ہے۔اس لئے مسلمان محققین کیا مستشرقین نے بھی اس کو موضوع بحث بنایا ہے۔

۲۔ مستشرقین کی تحقیق کا مقصد ان قدیم تاریخی مقامات کی تاریخ کو بائبل سے مربوط کرنا ہے اور اسلامی تاریخ کو مشکوک بنانا ہے اس مقصد کے حصول کے لئے وہ دلائل کے بجائے تخمینیات کا استعمال کرتے ہیں۔

۳۔اس مقصد کے حصول کے لئے انھوں نے آثاریاتی تحقیق پر بہت زیادہ قوت خرچ کی ہے اور ان کے کئی وفود یمن آئے ہین اور یہاں کے آثار کی کھدائی کی ہے جس کی تفصیل اس پیپر میں موجود ہے۔

۴۔ یمن کے آثار قدیمہ کو کو نکالنے کے بعد انھوں نے اس پر تحقیق کی اور اس سے وہ مواد جمع کئے جو اسلامی تاریخ سے ان کے گمان کے مطابق متصادم ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

---

[1] حموی، یاقوت، معجم البلدان (بیروت،دار صادر، ط: الثانیة، ۱۹۹۵م) ۵/ ٤٤٧

[2] حموی، یاقوت، معجم البلدان (بیروت، دار صادر، ط: الثانیة، 1995م) 447/5

[3] https://www.aiys.org , accessed on15 April, 2020

[4] J. B. Philby, The Land Of Midian, (John Bridger: Harry St., 1955), P: 127

[5] هانس ثوركلد، من كوبنهاجن إلى صنعاء، ترجمه، محمد أحمد الراعدى (بيروت، دارالعودة، ۱۹۸۳ء) ۱۰۹

[6] کارستن نیبور: Carsten Niebuhr 1145ھ بمطابق 1733 کو پیدا ہوئے، جرمنی میں پیدا ہوئے اور یہاں پر ان کی پرورش ہوئی، ڈنمارک کی حکومت نے آپ کو مصر اور یمن بھیج دیا- آپ نے جرمنی میں دو کتابیں لکھی ہیں، جس کا عربی ترجمہ ہوا ہے، ایک کا نام " وصف بلاد العرب "ہے، یہ کتاب کوبنھاجن سے ۱۷۷۲ء میں شائع ہوئی، دوسری کتاب "رحلة في البلاد العربية وما جاورها "ہے، جو دو جلد پر مشتمل ہے، آخر کار 1230ھ بمطابق 1815 م کو وفات پاگئے۔ (الزرکلی، خیر الدین بن محمود (م: 1396ھ)، الأعلام، دار العلم للملایین، ط: الخامسة عشر، 2002م، 211/5)

[7] یہ تینوں مقامات یمن کے شہر ہیں، مخا کا دارالخلافہ تعز ہے، 14.562 آبادی 2005 میں تھی۔

[8] ندوی، مولانا سید سلیمان ندوی، "تاریخ ارض القرآن" (کراچی، مجلس نشریاتِ اسلام، 2000ء) 46/1

[9] نفس مصدر

[1]ھانس ثور کلد، من کو بنھا جن إلی صنعاء، ترجمہ، محمد أحمد الراعدی (بیروت، دار العودۃ، ۱۹۸۳ء)۱۰۹

[1]الصایدی، احمد قائد، "المادۃ التاریخیۃ فی کتابات نیبور عن الیمن" (بیروت، دار الفکر المعاصر، ۱۹۹۰ء)۶۳

[1]روبان، کریستیان جولیان، "آثار الیمن و تطور دراستھا" (تونس، المنظمۃ العربیۃ للتربیۃ والثقافۃ، 1985ء)106

[1]نفسِ مصدر

[1] PIRENNE Jacqueline, Ala decouverte de l,arabie (cinq siecle de .iscience et l'aventure paris 1958) .p. 49

[۱] مولانا سید سلیمان ندوی، "تاریخ ارض القرآن: 47/1

[1]الجرو، اسمھان سعید، الاسھامات الاوربیہ اثر ھا فی اعادۃ احیاء التراث الحضاری للیمن القدیم، (عمان، جامعۃ سلطان قابوس، ۲۰۰۷ء)۴

[1]مولانا سید سلیمان ندوی، "تاریخ ارض القرآن: 49/1

[1]الجرو، اسمھان سعید، موجز التاریخ السیاسی لجنوب الجزیرۃ العرب، "الیمن القدیم": الاردن، موسسۃ حمادۃ للخدمات والدراسات الجامعیۃ، 1969ء)63

[۱] مولانا سید سلیمان ندوی، "تاریخ ارض القرآن: 49/1

[2] PIRENNE Jacqueline, Ala decouverte de l,arabie (cinq siecle de .iscience et l'aventure paris 1958) .p.307

[2] Ibid,p:307 [1]

[2]الجرو، اسمھان سعید، الاسھامات الاوربیہ اثر ھا فی اعادۃ احیاء التراث الحضاری للیمن القدیم : ۴

[2]جوزف ہالوے (جوزیف ھالیفي: Joseph Halevy) فرانسی مستشرق ہیں، 1243ھ بمطابق 1827 کو پیدا ہوئے، یمن کا سفر کیا اور 686 پرانے نقوش پائے، اس کو فرانسی میں ترجمہ کرنے کے بعد "الجریدۃ الآسیویۃ (Journal Asiatigue) میں 1874 کو شائع کئے اور اس پر تعلیقات لکھے، آخر کار 1335 بمطابق 1917م کو وفات پاگئے. (الزرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، دار العلم للملایین، ط: 2002، 15م، 147/2)

[2]ندوی، مولانا سید سلیمان ندوی، "تاریخ ارض القرآن :47/1

[2]زید، علی أحمد، "رویۃ الیمن بین ھالیفی وحبشوش"، اصدار مرکز الدراسات والبحوث الیمنی، دار الفکر المعاصر، بیروت، 1992ء)106

[۲] مولانا سید سلیمان ندوی، "تاریخ ارض القرآن :48/1

[۲] خیر الدین زرکلی نے الاعلام میں ہالوے کے دریافت کردہ نسخوں اور مخطوطات وکتبات کی تعداد 686 بتائی ہے، جب کہ معاصر محقق علی احمد زید نے بھی 686 بتایا ہے، گویا اس حوالے سے محققین کا اتفاق ہے، اس سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ علی احمد زید نے زرکلی کی تحقیق سے استفادہ کیا ہے۔

[2]زید، علی أحمد، "رویۃ الیمن بین ھالیفی وحبشوش"، اصدار مرکز الدراسات والبحوث الیمنی، دار الفکر المعاصر، بیروت، 1992ء)139-189

[2] Halevy. J.," Etudes Sabeennes Examen Critique et philalogique des inssriptions sabeennes connues jusqu' ace jour, journal Asiatique 7e serie,t.1(1873) p; 1

[3]الجرو، اسمھان سعید، الاسھامات الاوربیہ اثر ھا فی اعادۃ احیاء التراث الحضاری للیمن القدیم، (عمان، جامعۃ سلطان قابوس، ۲۰۰۷ء)۵

[3]إدورد جلازر: Edward Glaser جرمن مستشرق ہیں، 1271ھ بمطابق 1855 کو جرمنی میں پیدا ہوئے، آپ نے یمن کو چار سفر کئے، اور یمن کے احوال وآثار بیان کئے، آپ نے تقریباً ۲۵۰ مخطوطات جمع کئے۔ آپ نے دو ہزار پرانی کتابیں جمع کئیں جن میں کندہ پتھروں کا بیان ہو،

آپ نے اس کو لندن کے عجائب گھر کے لئے خریدا، اور فینا کے لئے۔ طویل خدمات سرانجام دینے کے بعد گلازر 1325ھ بمطابق 1907م کو وفات پاگئے۔ (الزرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، دار العلم للملایین، ط: 2002، 15م، 283/1)

[3] گلازر کی کتاب میں 280 کتبات اور نقوش و مخطوطات کا ذکر ہے، جس کا حوالہ نیچے دیا گیا ہے، جب کہ علامہ زرکلی نے اپنی کتاب الاعلام میں 250 کتبات اور نقوش کا ذکر کیا ہے، اس لئے اس باب میں زیادہ مستند بات گلازر کی ہے۔

[3] Glaser,E, " Von Hodeida nach sana vom24,dans,petermanns Mitteilungen, April 1885, p33

[۳] مشہور مورخ علامہ خیر الدین زرکلیؒ نے الاعلام میں گلازر کے اسفارِ یمن کا شمار چار بیان کیا ہے لیکن معاصر محقق اسمہان سعید کی تحقیق کے مطابق یہ چھ اسفار ہیں۔ جس کی تفصیل مذکورہ متن میں موجود ہے۔

[3] اسمھان سعید الجرو، موجز التاریخ السیاسی لجنوب الجزیرۃ العرب، "الیمن القدیم": 64

[۳] مولانا سید سلیمان ندوی، "تاریخ ارض القرآن: 49/1

[3] اے ڈی ایچ مولر A.D.H. Muller المانی مستشرق ہیں، ۱۲۶۴ بمطابق ۱۳۱۰ھ کو جرمنی میں پیدا ہوئے، قدیم یمنی لغات اور لہجات کے ماہر تھے، ۱۸۴۸ء بمطابق ۱۸۹۲م کو فوت ہوئے۔ ا(الزرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، دار العلم للملایین، ط: 2002، 15م، ۲۶/)

[3] محمد عبد القادر، المستشرقون وآثار الیمن (صنعا، مرکز الدراسات والبحوث الیمنی، 1988ء) 950

[3] ایضاً: ۱۱۳

[4] Ingrams.H. and Doreen, the hadhramaut in time of war, the geographical jounral, 105 (1945)

[4] Wissmann, Handeskundliche Ergebnisse,(Hamburg 1934) 103

[4] Wissmann, Handeskundliche Ergebnisse,(Hamburg 1934) 103

[4] Caton Thompson, The Tombs and Moon Temple of Hureida, Oxford press London (1944), p:4

[4] Hamilton. Six weeks in Shabwa, dans Geographical Jounral, 100,1942, p:107...123

[4] الجرو، اسمھان سعید، الاسھامات الاوربیہ اثرھا فی اعادۃ احیاء التراث الحضاری للیمن القدیم: ۹

[4] نفس مصدر: ۱۱

[4] ویندل فیلیبس، مملکتان قتبان وسباء، ترجمہ: الفاضل عباس، (ابو ظہبی، المجمع الثقافی، 2001ء) 5

[4] Philips wendell, Unknown Oman (london 1966) 2

[4] Al Garoo, Asmahan, Etude systematique des inscription de Mahram Bilqis (Aix-en-provence,france 1998) 4

[5] الجرو، اسمھان سعید، موجز التاریخ السیاسی لجنوب الجزیرۃ العرب، "الیمن القدیم": 70

[5] الجرو، اسمھان سعید، الاسھامات الاوربیہ اثرھا فی اعادۃ احیاء التراث الحضاری للیمن القدیم: ۱۱

[5] Brain Doe, Southern Arabia, (London,New Aspects of Antiquity,1971) 134

[5] Pirenne, La Gece et Saba,(Acadmie des incriptions et bellers- Letters,1985) 15

[5] Breton Jean, Le chateau Royal de Shabwa,Extrat de la Revue Syria 1991, p: 209